ختم نبوت زندہ باد

باسمہ تعالیٰ

خلافت راشدہ زندہ باد

اس کتابچہ میں مذہبِ شیعہ کی معتبر اور مستند کتب حدیث سے قرآن مجید اور اصحابِ رسولؐ کے بارہ میں عبارات نقل کی گئی ہیں۔ عبارات کا بغور مطالعہ فرما کر ایسے عقائد و نظریات رکھنے والے گروہ کے بارہ میں

فیصلہ آپ کریں

مرتب

ابو معاویہ محمد اعظم طارق

چیلنج

اس کتابچہ میں دیئے گئے حوالہ جات میں سے غلط حوالہ ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپے فی حوالہ انعام دیا جائے گا۔

شائع کردہ: انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کراچی

عرض مؤلف

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد

قارئین محترم اس وقت جو کتابچہ آپ کے ہاتھ میں ہے اس کو ترتیب دینے کا مقصد ہر مسلمان کو قرآن مجید اور اصحاب رسولؐ کے بارہ میں شیعہ مذہب کے عقائد و نظریات سے آگاہ کرنا ہے اختصار کے پیش نظر مذہب شیعہ کی مستند کتب کے حوالہ جات پر اکتفاء کیا گیا ہے ۔ ورنہ اس موضوع پر کتب شیعہ میں پائے جانے والے وافر مواد کی وجہ سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جا سکتی ہے ۔

اس کتابچہ میں بعض جگہ عربی اور فارسی عبارات کے اردو ترجمہ ہی پر اکتفاءً کیا گیا ہے اور بعض مواقع پر تین تین چار چار صفحوں کے مضامین کو مختصراً بیان کیا گیا ہے تاہم اصل مضمون سے عین مطابقت کا خیال رکھا گیا ہے ۔

اختصار کی اصل وجہ کم سے کم صفحات میں زیادہ سے زیادہ مواد کو جمع کرنا ہے ۔

آپ حضرات اس کتابچہ کا بغور مطالعہ فرما کر اس کے ساتھ منسلکہ سوالنامہ کو پر کر کے اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں ۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر سی کوشش کو قبول فرما کر مقصد تحریر کو کامیابی سے ہمکنار

مکمل قرآن مجید کسی کے پاس نہیں

○ جابرؒ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفرؒ کے والد (امام باقرؒ) سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کسی شخص کو یہ کہنے کی جراءت وطاقت نہیں کہ اس کے پاس مکمل قرآن ہے اس کا ظاہر بھی اور باطن بھی سوائے اوصیاء کے

اصول کافی ص ۱۷۸ ج ۱ مطبوعہ تہران

موجودہ قرآن نامکمل کیوں ہے؟ جواب اسلیئے کہ

○ ابو بصیر کی روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

اصول کافی ص ۳۴۲ ج ۱

○ امام جعفر صادق سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوگئے یاایہا الذین اوتوا الکتاب امنوا بما نزلنا فی علی نوراً مبینا

اصول کافی ص ۳۴۵

○ امام جعفر صادق سے ابو بصیر کی روایت ہے کہ سورۃ معارج کی پہلی آیت سئال سائل ...... الآیۃ کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح لیکر نازل ہوئے تھے سال سائل بعذاب واقع للکفرین بولایۃ علی لیس لہ دافع

اصول کافی ص ۴۲۹ ج ۱

○ امام باقر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جبرئیل یہ آیت اس طرح لیکر

نازل ہوئے۔ ان الذین ظلموا آل محمد حقهم لم یکن الله لیغفرلهم ولا لیهدیهم طریقا...... الآیۃ پھر فرمایا یا ایها الناس قد جاءکم الرسول من ربکم فی ولایۃ علی فامنوخیرالکم وان تکفروا بولایۃ علی فان لله ما فی السموٰت وما فی الارض...... الآیۃ

اصول کافی ص ۳۵۱ ج ۱-۵

○ عبداللہ بن سنان کی امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آیت ولقد عهدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ علیهم السلام من ذریتهم فنسی اللہ کی قسم اس طرح نازل ہوئی تھی۔

اصول کافی ص ۳۴۴ ج ۱-۵

(مندرجہ بالا حوالہ جات میں خط کشیدہ کلمات موجودہ قرآن میں نہیں ہیں)

اختصار کے پیش نظر ان پانچ مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ اسی کتاب میں ایسی بیسیوں مثالیں بیان کی گئی ہیں (مرتب) ہر صاحب عقل ودانش اس سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان روایتوں کا معنی ومفہوم سوائے اس کے اور کچھ بھی نہیں کہ معاذ اللہ موجودہ قرآن مجید تحریف سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اور خالق کائنات اس اعلان کے بعد انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون یعنی ہم ہی نے یہ قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، بھی اپنے کلام کی حفاظت نہ کر سکا۔ چودہ صدیوں سے پوری امت مسلمہ اس مکمل ضابطہ حیات سے محروم چلی آرہی ہے جسے مالک الملک نے اس امت کی راہنمائی کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تھا۔

قرآن مجید میں تحریف کو ثابت کرنے والی روایات کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہے

○ علامہ نوری طبرسی اپنی کتاب فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب (یہ ایک ضخیم کتاب ہے جس کا عنوان ہی یہ ہے کہ قرآن مجید میں تحریف کو ثابت کرنا) میں لکھتے ہیں کہ

ترجمہ :- بارہویں دلیل ائمہ معصومین کی وہ روایات ہیں جو قرآن کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قرآن کے بعض کلمات اور اس کی آیتوں اور سورتوں میں ان سورتوں میں سے کسی ایک صورت کی تبدیلی کی گئی ہے جن کا تو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور وہ روایات بہت زیادہ ہیں۔ یہاں تک کہ (ہمارے جلیل القدر محدث) سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی بعض تصانیف میں فرمایا ہے جیسا کہ ان سے نقل کیا گیا ہے کہ قرآن میں اس تحریف اور تغیر و تبدل کو بتلانے والی ائمہ اہل بیت کی حدیثوں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہے۔ اور ہمارے اکابر علماء کی ایک جماعت نے مثلاً شیخ مفید، محقق داماد اور علامہ مجلسی نے ان حدیثوں کے مستفیض اور مشہور ہونے کا دعوائی کیا ہے اور شیخ طوسی نے بھی تبیان میں بصراحت لکھا ہے کہ ان روایتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

فصل الخطاب ص۲۲۷

حضرت علی کا فرمان۔ منافقین نے ایک آیت کے درمیان سے تہائی قرآن سے زیادہ ساقط کردیا

○ صاحب احتجاج طبرسی نے حضرت علی کا ایک زندیق کے ساتھ طویل مکالمہ نقل کیا ہے اس مکالمہ میں وہ زندیق حضرت علی پر ایک اعتراض کرتا ہے کہ آیت وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ..... الآیۃ میں شرط و جزاء کے درمیان وہ تعلق اور جوڑ نہیں ہے جو شرط و جزاء میں ہونا چاہیئے۔

اسکا جواب حضرت علیؓ کی زبان سے یہ نقل کیا گیا ہے

هو مما قدمت ذكره من اسقاط المنافقين من القرآن وبين القول فى اليتامٰى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص اكثر من ثلث القرآن۔

ترجمہ:۔ یہ اسی قبیل سے ہے جس کا میں پہلے ذکر کرچکا ہوں۔ یعنی منافقین نے قرآن میں سے بہت کچھ ساقط کردیا ہے۔ اور اس آیت میں (یہ تصرف ہوا ہے)، ان خفتم فی الیتامٰی اور فانکحوا ما طاب لکم من النساء کے درمیان ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھا (جو ساقط اور غائب کردیا گیا ہے) اسمیں خطاب تھا اور قصص تھے۔

احتجاج طبرسی صفحہ ۲۵۴

اصل قرآن موجودہ قرآن سے دو حصے بڑا تھا

○ ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قرآن جو جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکر نازل ہوئے تھے اسمیں (۱۷۰۰۰) سترہ ہزار آیتیں تھیں اصول کافی ص ۶۳۴ ج ۲

(موجودہ قرآن مجید میں خود شیعہ مصنفین کے لکھنے کے مطابق کل ساڑھے چھ ہزار آیات بھی نہیں)

اصلی قرآن وہ تھا جو حضرت علی نے مرتب فرمایا تھا وہ امام غائب کے پاس ہے اور موجودہ قرآن سے مختلف ہے

○ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص یہ دعوی کرے کہ اس نے پورا قرآن جمع کیا ہے جس طرح نازل کیا گیا ہے وہ کذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تنزیل کے مطابق قرآن کو صرف حضرت علی ابن ابی طالب ہی نے جمع کیا اور انکے بعد ائمہ علیہ السلام نے اسکو محفوظ رکھا اصول کافی ص ۱۷۸ ج ۱

○ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب قائم (یعنی امام مہدی غائب) ظاہر ہونگے تو وہ قرآن کو اصلی اور صحیح طور پر پڑھیں گے اور قرآن کا وہ نسخہ نکالیں گے جسکو حضرت علی نے لکھا تھا اور امام جعفر نے یہ بھی فرمایا کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے اسکو لکھ لیا اور پورا کر لیا تو لوگوں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہما) سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ ٹھیک اس کے مطابق جسطرح اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی۔ میں نے اسکو دو تختیوں سے جمع کیا ہے۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس یہ جامع مصحف موجود ہے اسمیں پورا قرآن موجود ہے۔ ہمیں تمہارے جمع

لیے ہوئے اس قرآن کی ضرورت نہیں۔ تب حضرت علی نے فرمایا اللہ کی قسم اب آج کے بعد تم اسکو دیکھ بھی نہ سکو گے۔ اصول کافی ج ۲ ص ۶۳۳

○ ابی ذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت علی نے قرآن جمع کیا اور اس کو مہاجرین و انصار کے سامنے پیش کیا۔ اس لیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو وصیت فرمائی تھی۔ پس جب ابوبکر نے اس قرآن کو کھولا تو پہلے ہی صفحہ پر قوم کی رسوائی کا ذکر تھا۔ پس عمر اچھل پڑے اور کہا کہ اے علی اسکو لے جاؤ ہمیں اسکی کوئی حاجت نہیں۔ پھر ان لوگوں نے زید بن ثابت کو جو قاری القرآن تھے بلایا اور اس سے عمر نے کہا بے شک علی قرآن لائے تھے اور اسمیں مہاجرین و انصار کی رسوائی اور ہتک پائی جاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کو اسطرح سے تالیف کریں کہ مہاجرین و انصار کی جو ہتک اور رسوائی کی باتیں ہیں انہیں ساقط کر دیں۔ زید نے اس ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ جسطرح تم لوگ چاہتے ہو اگر میں نے ویسے قرآن تالیف کر دیا اور پھر علی نے اپنے تالیف کردہ قرآن کو ظاہر کر دیا تو کیا تمہارا یہ سارا کا سارا عمل باطل نہیں ہو جائے گا۔ عمر نے کہا پھر کیا حیلہ ہو سکتا ہے۔ زید نے کہا کہ حیلہ تم زیادہ جانتے ہو۔ پس عمر نے کہا کہ اس کے سوا اور کیا حیلہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسے (یعنی علی کو) قتل کر دیں اور اس سے آرام پائیں۔ پس خالد بن ولید کے ذریعہ علی کے قتل کی تدبیر طے پائی مگر وہ اس پر قادر نہ ہو سکا۔ احتجاج طبرسی ص ۱۵۵-۵۶

ضروری وضاحت

مندرجہ بالا حوالہ جات کو پڑھ کر ممکن ہے کسی مسلمان کے دل میں ان جلیل القدر شخصیات کے بارے میں کوئی بغض یا نفرت کا مادہ پیدا ہو جائے۔ اس لیئے اس موقع پر یہ جان لینا چاہیئے کہ جن کتب سے یہ حوالہ جات نقل کیئے گئے ہیں یقیناً وہ مذہب شیعہ کی

بنیادی اور مستند کتابیں ہیں لیکن اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان کتب میں بیان کردہ روایات جو عظیم المرتبت ہستیوں (یعنی حضرت علی، حضرت امام باقر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کیطرف منسوب کی گئی ہیں یہ حضرات ان کتب کے معرض وجود میں آنے سے قریباً ڈیڑھ صدی قبل اس دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ یہ کتب محض ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کو ختم کر کے افتراق و انتشار کی فضا قائم کرنے کیلئے ایک عظیم سازش کے تحت تصنیف کی گئیں دشمنانِ اسلام نے من گھڑت جھوٹی روایات اور بے سروپا داستانیں تراش کر انہیں ان حضرات کیطرف منسوب کر دیا۔ جبکہ ان حضرات کی پوری زندگی اس بات کا واضح ثبوت پیش کرتی ہے کہ جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس تمام کی حیثیت ایک افسانہ سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ مثلاً حضرت علی کا ان حضرات کے ہاتھ پر بیعت فرمانا۔ انکی اقتداء میں نمازیں ادا فرمانا۔ ان سے رشتہ ناطہ جوڑنا اپنی اولاد کے نام حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے نام پر رکھنا۔ جسکا خود شیعہ حضرات کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔

ایک مطالبہ

آجکل بعض شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے راہنما محض عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے بڑی شد و مد سے پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ ہم تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں بلکہ یہ ہمارے اوپر بے بنیاد الزام عائد کیا جاتا ہے۔ ہم ان راہنماؤں سے ایک مخلصانہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ حضرات پھر مندرجہ ذیل کتب کی حیثیت اور ان کے مصنفین کے بارے میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

اصول کافی۔ احتجاج طبرسی۔ تفسیر قمی۔ تفسیر العیاشی۔ تفسیر صافی۔ رجال کشی۔ فصل الخطاب۔ یہ وہ مشہور کتب ہیں جنمیں تحریف قرآن کو ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے۔ فتویٰ جاری فرمائیں ۱ آیا کہ انکے مصنفین اور ان کتب کے

پیروکار مسلمان ہیں یا کافر ۲ آیا کہ ان کتب کو جلایا جائے یا زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے۔

اصحابِ رسول پر تبرا کی ایک جھلک

ابوبکر و عمر دونوں کافر ہیں

○ آزاد کردہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمت است مرا خبر دہ از حال ابوبکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند

حق الیقین ص ۵۲۲

ترجمہ:۔ حضرت علی بن حسین سے انکے آزاد کردہ غلام نے دریافت کیا۔۔۔۔ کہ مجھے ابوبکر و عمر کے حال سے آگاہ فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ دونوں کافر تھے

ابوبکر و عمر فرعون و ہامان ہیں

○ مفضل پرسید کہ مراد از فرعون و ہامان در این آیہ چیست حضرت فرمود کہ مراد ابوبکر و عمر است

حق الیقین ص ۴۷۸

ترجمہ:۔ مفضل نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں فرعون و ہامان سے کون مراد ہیں حضرت نے فرمایا ابوبکر و عمر۔

ابوبکر و عمر عثمان و معاویہ جہنم کے صندوق ہیں

○ امام جعفر سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک کنواں ہے کہ اہل جہنم اس کنویں کے عذاب کی شدت و حرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور پھر اس کنویں میں آگ کا ایک صندوق ہے جسکی شدت و حرارت کے عذاب سے اس کنویں والے پناہ مانگتے

ہیں۔ اس کنویں میں چھ آدمی پہلی امتوں کے۔ حضرت آدم کا بیٹا قابیل جس نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ نمرود۔ فرعون اور بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے والا سامری ہوگا اور چھ آدمی اس امت سے ہونگے۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ خوارج کا سربراہ اور ابن ملجم۔ حق الیقین صـ ۵۲۳

ابوبکر و عمر شیطان سے زیادہ شقی ہیں

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک دن کوفہ سے باہر نکلا تو اچانک شیطان سے ملاقات ہوگئی میں نے شیطان سے کہا تو عجب گمراہ شقی ہے۔ تو شیطان نے کہا امیر المومنین آپ ایسا کیوں کہتے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے آپ والی بات خدا تعالیٰ کے سامنے جبکہ ہمارے درمیان کوئی تیسرا نہ تھا نقل کی تھی .... کہ الٰہی میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے مجھ سے زیادہ شقی تر پیدا نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں میں نے تجھ سے زیادہ شقی تر مخلوق پیدا کی ہے۔ جاؤ جہنم کے خازن سے میرا سلام کہو اور اسے کہو کہ مجھ کو انکی صورت اور جگہ دکھاؤ ...... میں نے اس سے کہا تو خازن جہنم مجھے لیکر اول دوم سوم چہارم پنجم اور ششم وادی جہنم سے ہوتا ہوا ساتویں جہنم کی وادی میں پہنچا .... وہاں کیا دیکھا کہ دو شخص ہیں کہ ان کی گردن میں آگ کی زنجیریں ڈالی ہوئی ہیں اور انہیں اوپر کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اوپر ایک گروہ کھڑا ہوا ہے۔ جن کے ہاتھ میں آگ کے گرز ہیں وہ ان دو کے سر پر مارتے ہیں۔ میں نے مالک جہنم سے پوچھا یہ کون ہیں تو اس نے کہا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا نہیں دیکھتا کہ یہ ...... ابوبکر و عمر ہیں۔

حق الیقین صـ ۵۲۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے منبر پر ابوبکر کی سب سے پہلی بیعت، عبادت گذار بوڑھے کی شکل میں شیطان کرے گا۔ حق الیقین صـ ۱۶۷
عمر کبھی انسان اور کبھی شیطان ہوتا تھا۔ صـ ۲۹۳

حضورؐ پر قاتلانہ حملہ کرنے والے چودہ منافق

چودہ منافقین...... جن میں سے نو قریش سے ابوبکر، عمر، عثمان طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابو عبیدہ بن جراح۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ عمرو بن عاص۔ اور پانچ دوسرے۔ ابو موسیٰ اشعری۔ مغیرہ ابن شعبہ اوس بن حدثان۔ ابوہریرہ۔ ابوطلحہ انہوں نے رات کی تاریکی میں حضورؐ پر حملہ کرنا چاہا تھا مگر کامیاب نہ ہو سکے حق الیقین صـ ۱۱۲

چار بتوں سے بیزاری

چار بتوں سے ابوبکر و عمر۔ عثمان و معاویہ اور چار عورتوں عائشہ، حفصہ ہند۔ ام الحکم سے بیزاری چاہنا ہمارا عقیدہ ہے صـ ۵۳۹

حضرت عائشہ پر حد جاری کی جائے گی

چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا بر او زند۔ حق الیقین صـ ۳۹۰
جب ہمارا قائم (امام مہدی غائب) ظاہر ہوگا تو عائشہ کو زندہ کرے گا تاکہ اس پر حد جاری کرے۔

ابوبکر و عمر کو سولی پر لٹکایا جائے گا

○ امام جعفر امام مہدی (یعنی امام غائب) کے دوبارہ آنے کی تفصیلات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں..... جب وہ مدینہ میں وارد ہونگے تو ان سے ایک عجیب امر ظہور پذیر ہوگا........ وہ یہ کہ..... حضرت ابوبکر و عمر کی نعشوں کو قبروں سے باہر نکال کر ان کے جسم سے کفن کو اتار کر انہیں دو درخت پر لٹکا کر سولی دیجائے گی........ پھر ان دونوں ملعونوں کو اتار کر بقدرت الٰہی زندہ کیا جائے گا........ اور پھر انکو سولی پر لٹکا دیا جائے گا اور امام مہدی کے حکم سے زمین سے آگ ظاہر ہوکر انہیں جلا کر راکھ کر دیگی۔ آپکے شاگرد مفضل نے دریافت کیا اے میرے سردار کیا یہ آخری عذاب ہوگا....... حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ ایک دن رات میں انکو ہزار مرتبہ سولی پر لٹکایا جائیگا اور زندہ کیا جائے گا۔ حق الیقین ص ۳۴۶-۳۴۵-۳۴۷

اصحاب رسول کے بارہ میں خمینی کا نظریہ

○ اگر بالفرض قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیلئے امام کا (یعنی حضرت علی کا) نام بھی ذکر کر دیا جاتا تو یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ اس کے بعد امامت و خلافت کے بارہ میں مسلمانوں میں اختلاف نہ ہوتا۔ جن لوگوں نے حکومت و ریاست کی طمع ہی میں برسہا برس سے اپنے کو دین پیغمبر یعنی اسلام سے وابستہ کر رکھا تھا اور جیکار رکھا تھا جو اسی مقصد کیلئے سازش اور پارٹی بندی کرتے رہے تھے ان سے ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کرکے اپنے مقصد اور اپنے منصوبے سے دست بردار ہو جاتے جس حیلے اور جس پینترے

سے بھی انکا مقصد (یعنی حکومت واقتدار) حاصل ہوتا وہ اس کو استعمال کرتے اور بہر قیمت اپنا منصوبہ پورا کرتے۔ کشف الاسرار ص ۱۱۳-۱۱۴

◯ خمینی صاحب مخالفتہائے ابوبکر بانص قرآن کا باب قائم کر کے لکھتے ہیں

اگر آپ کہیں کہ قرآن میں اگر صراحت کے ساتھ حضرت علی کی امامت و ولایت کا ذکر کر دیا جاتا تو شیخین (ابوبکر و عمر) اس کے خلاف نہیں کر سکتے تھے اور اگر بالفرض وہ اس کے خلاف کرنا چاہتے تو عام مسلمان قرآن کے خلاف ان کی اس بات کو قبول نہ کرتے اور نہ ان کی بات چل سکتی (خمینی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ خیال اور یہ خوش گمانی غلط ہے ہم اسکی چند مثالیں یہاں پیش کرتے ہیں کہ ابوبکر نے اور اسی طرح عمر نے قرآن کے صریح احکام کے خلاف کام اور فیصلے کیئے اور عام مسلمانوں نے انکو قبول بھی کر لیا کسی نے مخالفت نہیں کی۔" کشف الاسرار ص ۱۱۵

◯ خمینی صاحب نے ص ۱۱۶ پر مخالفت عمر با قرآنِ خدا کا باب قائم کر کے آخر میں حدیثِ قرطاس کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ کلام میں فاروق اعظم کی شان میں لکھے آخری الفاظ یہ

"ایں کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ مخالف است باآیاتے از قرآن کریم" کشف الاسرار ص ۱۱۹

اس جملہ میں حضرتِ فاروق اعظم کو صراحتاً کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے

عثمان اور معاویہ کے بارہ میں

ہم ایسے خدا کی پرستش کرتے اور اسی کو مانتے ہیں جس کے سارے کام

عقل و حکمت کے مطابق ہوں ۔ ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی اور عدالت و دینداری کی ایک عالی شان عمارت تیار کر لے اور خود ہی اسکی بربادی کی کوشش کرے کہ یزید و معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں بد قماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کر دے

کشف الاسرار ص ۱۰۷

ناظرین کرام! آپ کو ان تین حوالہ جات سے خوب معلوم ہو گیا ہوگا کہ خمینی صاحب کے نزدیک حضرات شیخین اور حضرت عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہم معاذ اللہ کس درجہ کے مجرم ہیں۔


بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصحابِ رسول کی کہانی
قرآن و حدیث کی زبانی

از قلم

ابو عرفان سید عاشق حسین نقوی

ناشر مکتبۃ العرفان ۔ [illegible] کراچی

بعض صحابہ نے

خدا و رسول کے حکم سے سرکشی و گستاخی کی

ایسے واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں کہ جس سے صحابہ کی نافرمانیوں کی واضح انفا

میں نشانہ ہی ہوتی ہے۔ اور جنگ میں خدا کے رسول کو چھوڑ کر بھاگ جانا صحابہ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بدر ہو یا اُحد خندق ہو یا خیبر وغیرہ میں نامی گرامی صحابہ مثلاً شیخین حضرت ابوبکر و عمر رسول کو تنہا چھوڑ کر جان بچانے کے لئے حضرت نوح کے بیٹے کی بات پر عمل کیا کہ طوفان آیا تو پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ پہاڑ ہی کا سہارا لیا۔ +

حضرت ابوبکر صدیق رض

.. اس آیت میں حضرت اوّل کی کون سی فضیلت کی بات ہے۔ کیونکہ روایات سے جو کچھ مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو ساتھ نہیں لے گئے تھے بلکہ وہ بن بلائے آگئے تھے۔ راویوں نے افراط و تفریط کی حد کر دی کہ ایک روایت میں مکّہ سے روانہ ہوتے وقت حضرت ابوبکر کی بیٹی اسماء سے زادِ راہ لیا۔ تو اس نے اپنا ازاربند پھاڑ کر رسول کو زادِ راہ دیا۔ اور انہیں ذات النطاقین کا لقب مل گیا۔ اور باپ نے شلوار پھاڑ کر سوراخ بند کئے تو یارِ غار بن گئے۔ واعجباہ

غار میں پہنچتے ہی اللہ کی نصرت کا عمل شروع ہوا کہ غار کے دروازے پر خار پھیلا پیدا ہو گیا۔ اس پر کبوتروں کے جوڑے نے انڈے دیئے اور دروازۂ غار پر مکڑی نے جالا تان دیا۔ یہ سب علامات بتلاتے ہیں کہ خدا اپنے محبوب کی نت نئے طریقوں سے مدد فرما رہا تھا لیکن

آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے۔ دشمن تعاقب میں غار کے دروازے پر پہنچا۔ علامات خداوندی کو دیکھ کر واپس ہو رہا تھا۔ غار سے حضرت ابوبکر نے ان کے پاؤں دیکھے اور رونا شروع کر دیا۔ یہ بلندیٔ ایمان کی علامت تھی؟ کہ نصرت خداوندی کو دیکھتے ہوئے یقین نہیں آ رہا تھا کہ رسول بار بار چپ کراتے جاتے ہیں اور یہ حضرت ہیں کہ روئے جاتے ہیں؟

گیارہویں صدی ہجری کو رسول کا دصال ہوا۔ تو حضرت اوّل رسول کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا معاملہ طے کرتے رہے۔ کافی جھگڑے

اور فساد کے بعد حضرت عمر نے ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور کچھ لوگوں نے دیکھا دیکھی بیعت کی۔ جسے اجماع کا نام دیکر پوری امت مسلمہ پر نافذ کر دیا گیا۔ کسی صحابی رسول کو جرات نہیں ہوئی کہ وہ قرآن کریم یا حدیث کا سہارا لیکر حضرت ابو بکر کی خلافت ثابت کرتا۔ تقریباً دو سال تین ماہ مسلمانوں پر مخالف رسول کی منشار کیخلاف حکومت فرماتے رہے خلافت کی قمیص پہنتے ہی اہل بیت رسول پر ظلم کے دروازے کھول دیئے اور حضرت علی اور رسول خدا کی اکلوتی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء کو ستانا شروع کیا۔ اور اہلبیت رسول کو ایذا پہنچانے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہونے دیا۔ حتیٰ کہ رسول کی بیٹی کا حق فدک غصب کیا۔ جب رسول کی دختر نے احتجاج کیا۔ اور مقدمہ خود سننے بیٹھ گئے۔ درحالانکہ قوانین اسلام کے مطابق انہیں قضیہ فدک کا فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ کیونکہ وہ خود ملزم و مجرم تھے

ترجمہ۔ حضرت ابو بکر کا جنگ حنین سے بھاگ جانا ناقابل انکار واقعہ ہے۔ وہ اس سے قبل غزوہ احد اور خیبر سے بھی کفار کے خوف سے بھاگ گئے تھے۔ اسی دوران اپنی عائشہ نامی ایک دختر کا عقد رسول خدا سے کر دیا۔ جو رسول کی بقیہ زندگی کے لئے دردسر بنی رہیں۔

حضرتِ عمر رض

حضرت کا نام عمر کنیت ابو حفص اور کہا جاتا ہے کہ لقب فاروق تھا۔ حضرت عمر کو مسلمانوں کی اکثریت رسول کا دوسرا خلیفہ تسلیم کرتی ہے۔ حضرت عمر کی ولادت اور اسلام قبول کرنے کے واقعات عجیب ہیں۔ ان کے نسب کے متعلق اصحاب فی نسب الصحابہ اور الستیع فی نسب العرب نے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ ایک راز کی بات کے عنوان سے رقمطراز ہیں کہ حضرت عبدالمطلب کو حبشہ سے ایک حسین کنیز جس کا نام صہاک تھا ہدیہ میں ملی تھی۔ وہ حضرت کی بکریاں چرایا کرتی تھی اور اس کو فعل بد سے محفوظ رکھنے کیلئے حضرت عبدالمطلب

نے چمڑے کی شلوار پہنا رکھی تھی۔ اسی طرح حضرت کے اونٹ چرانے کے لئے ایک غلام تھا۔ جس کا نام نوفل تھا دونوں کی چراگاہیں علیحدہ علیحدہ مقرر کر رکھی تھیں۔ ایک دن نوفل صحاک کی چراگاہ میں پہنچ گیا اور اس حسینہ و جمیلہ کو دیکھتے ہی نوفل فریفتہ ہو گیا۔ اور اس کے ارادے بدل گئے اس نے صحاک کو کافی پھسلایا پھسلایا۔ لیکن وہ ٹالتی رہی کہ دیکھو مالک نے اس بدفعلی سے بچنے کے لئے مجھے چمڑے کی شلوار پہنا رکھی ہے اور اس کا اتارنا مشکل ہے۔ نوفل نے کہا تم راضی ہو جاؤ اس کا بندوبست میرے ذمہ رہا۔ آخر صحاک راضی ہو گئی تو نوفل نے ایک ناقہ کا دودھ نکالا اور اس کی جھاگ کو شلوار کے اوپر لگا کر نرم کر لیا اور صحاک سے کہا کہ اب تم درخت کی ٹہنی پکڑ کر کھڑی ہو جاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تو نوفل نے شلوار کو کھینچا۔ شلوار اتر گئی تو پھر نوفل نے صحاک سے بدفعلی کی۔ صحاک نے اس بدفعلی کے ثمر کو ایک لڑکے کی شکل میں جنم دیا۔ مالک کے ڈر سے اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ ایک شخص اسے اٹھا لے گیا۔ پالا اور اس کا نام خطاب رکھا۔

خطاب جوان ہوا تو یہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرتا تھا۔ اور لکڑیوں کو بازار میں فروخت کر کے گذر بسر کیا کرتا۔ ایک دن جنگل سے لکڑیاں لینے گیا تو کیا دیکھا کہ صحاک لیٹی ہوئی ہے اور اپنی دونوں ٹانگوں کو اس نے آسمان کی طرف اٹھا رکھا ہے۔ خطاب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً چھلانگ لگائی اور صحاک کی ٹانگوں کے درمیان پہنچ گیا۔ خطاب نے صحاک سے جو رشتہ میں اس کی ماں ہوتی فعل بدکار ارتکاب کیا۔ تو صحاک کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس لڑکی کو بھی سردار کے ڈر سے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ اس کو ہشام اٹھا لے گیا۔ خطاب کا ہشام کے ہاں آنا جانا تھا۔ یہ لڑکی جب جوان ہوئی تو خطاب نے ہشام سے اس کا رشتہ مانگا تو ہشام راضی ہو گیا۔ خطاب شادی کر کے اس کو گھر لایا۔ کچھ مدت کے بعد اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خطاب نے عمر رکھا۔ اب ماں بیٹے اور باپ کا عجیب الطرفین تجزیہ آپ خود ملاحظہ کریں کہ ماں بیٹے اور باپ کے کیا کیا رشتے بنتے ہیں:

حضرت عثمانؓ

مورخین کا کہنا ہے کہ حضرت عثمان کی ولادت واقعہ فیل کے چھ سال بعد طیف کے مقام پر ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر نے رہنمائی کی تو اسلام قبول کیا۔ اور کلمہ اسلام پڑھتے وقت عمر تیس سال تھی اور آپ سے پہلے کافی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ بعض علماء اہلسنت نے رسولخدا کی حیثیت و مقام گراتے ہوئے یہاں تک غلو کیا ہے کہ رسول خدا نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں کا عقد حضرت عثمان سے کر دیا۔ جو ایک افسانے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ بہرحال لوگوں کے لئے یہ مصرعہ یاد آتا ہے۔

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

اسلام کی پانچ عظیم جنگوں میں کوئی نمایاں کارنامہ انجام نہیں دیا

حضرت طلحہؓ

بنی تیم سے تھا۔ حضرت ابوبکر کا داماد تھا اور حضرت عائشہ کا بہنوئی تھا۔ انتہائی غلیظ ذہنیت کا مالک تھا۔ طلحہ کا بیان ہے کہ رسولؐ کی زندگی میں کہا کرتا تھا کہ جب نبی رحلت فرما جائینگے تو ان کی ازواج سے ہم عقد کرینگے۔ غالباً اس آیۃ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم و ازواجہ امہاتھم کا نزول اسی وجہ سے ہوا کہ نبی مومنوں کے نفسوں کے حاکم ہیں۔ اور نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ اپنے مذموم ارادہ میں ناکام رہا۔ لیکن بدباطنی جو فطرت میں داخل تھی رنگ لائی اور اس حسرت کو پورا کرنے کے لئے رسول کی چار بیویوں کی بہنوں سے عقد کیا۔ اُمِ کلثوم خواہر حضرت عائشہ۔ بارعہ بنت ابی سفیانؓ خواہر اُمِ حبیبہ حمنہ بنت جحش خواہر زینب اور رقیہ بنت ابی امیہ خواہر اُمِ سلمہ۔ اصابہ ص ۲۳ ان چار عورتوں سے عقد کیا تو حضرت رسولخدا کے ہم زلف کہلائے اسی لئے اپنے کو حقدار خلافت سمجھتے رہے۔ جنگ جمل طلحہ و زبیر کی سازشوں کا نتیجہ تھی۔ جس کا ذکر زبیر کے حالات میں ہو چکا ہے

نوٹ: قارئین محترم! یہ وہ عبارات ہیں جو حال ہی میں کراچی سے شائع ہونیوالی کتاب اصحاب رسول کی کہانی قرآن و حدیث کی زبانی سے نقل کی گئی ہیں اب آپ خود فیصلہ کریں

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے

اغراض و مقاصد

۱۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور اکرم کی ختم نبوت کا تحفظ کرنا۔
۲۔ مقام اصحابِ رسول ﷺ کی اشاعت کے لیے ممکنہ کوشش جاری رکھنا۔
۳۔ نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کے لیے سعی کرنا۔
۴۔ رد رافضیت کیلئے بھرپور کاروائی عمل میں لانا۔
۵۔ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا۔
۶۔ خلاف اسلام کاروائیوں کی روک تھام کے لیے کوشش کرنا۔
۷۔ شہری و ملکی سطح کے مخصوص مسائل میں دلچسپی لینا۔
۸۔ سُنی مکاتب فکر کے اتحاد کی پُر خلوص کوشش کرنا۔

اس کتابچہ میں دیئے گئے حوالہ جات کو اصل کتب میں ملاحظہ کرنے اور خط و کتابت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ایڈریس پر رجوع فرمائیں

دفتر: انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کراچی

جامعہ محمودیہ مدینہ گلشن حبیب سیکٹر ۱۵، اے ۳۰ بفر زون نارتھ کراچی
فون: 650418

ہدیہ برائے توسیع اشاعت ۲ روپے